اداریہ

معرکۂ صلیب واسلام (ماضی وحال کے آئینے میں)

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد پوپ کا بیان اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت وآبرو پر تازہ صلیبی حملہ

اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ویٹیکن سٹی سے پوپ کی تازہ ہرزہ سرائی، صلیب کے علمبرداروں کی طرف سے کوئی نئی اور انہونی کاروائی نہیں۔ اس نفرت کو علیم وخبیر خدا نے صدیوں پہلے ہی بیان فرما دیا تھا:

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ج وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ط قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ O (۲)

''ظاہر ہو چکا ہے بغض ان کے مونہوں (یعنی زبانوں) سے اور جو چھپا رکھا ہے ان کے سینوں نے وہ اس سے بھی بڑا ہے۔ ہم نے صاف بیان کر دیں تمہارے لئے اپنی آیتیں اگر تم سمجھدار ہو''

دو سو سال تک جاری رہنے والے معرکۂ صلیب وہلال (اسلام) کا آغاز پانچویں صدی ہجری میں ہوا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب جنوبی یورپ میں مسلمانوں کی قوت کمزور پڑ چکی تھی۔ جزیرۂ صقلیہ (سسلی) مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اور ہسپانیہ (اسپین) میں مسلم قوم کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ مسلمانوں کی بڑی اور متحد قوت آپس کی لڑائیوں کے سبب مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ چکی تھی اور ان کے مابین وقتاً فوقتاً نزاعات وخانہ جنگی کے واقعات ہوتے رہتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ ان میں سے بعض نے عیسائیوں سے مدد لے کر اپنے مسلم بھائیوں پر شب خون مارا اور انہیں کمزور کرنے کے لئے دشمن سے دوستی میں ''قومی مفاد'' تلاش کر لیا۔ اس کا لازمی اثر یہ تھا کہ اندلس میں مسلم قوت روز بروز کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی جا رہی تھی جبکہ صلیبیوں کے حوصلے بلند ہو

رہتے تھے اور انہوں نے اپنی متعدد حکومتیں قائم کر لی تھیں۔ مشرقی اسپین میں واقع صلیبیوں کی حکومت اپنی طاقت کے بل بوتے پر قرب و جوار کی چھوٹی چھوٹی اسلامی حکومتوں سے ٹیکس (خراج) وصول کرنے لگی تھی۔

۴۷۹ھ/ ۹۸۹ء میں شمالی افریقہ میں مرابطین کے نام سے مسلم حکومت قدرے طاقتور تھی اور اس کے نامور مجاہد یوسف بن تاشفین صلیبیوں کے مقابلہ میں اندلس پہنچے تھے۔ مقابلے میں صلیبی کمانڈر الفانسو دوم تھا جسے یوسف نے شکستِ فاش سے دوچار کیا اور اندلس پر صلیبی قبضے کا خواب چکنا چور ہوگیا۔

ادھر ترکانِ آل سلجوق نے بغداد پر قبضہ کر کے اسلامی شان وشوکت کو چار چاند لگا دیئے، شام وفلسطین بھی ان کے زیرنگیں ہو گئے۔ مسلمانوں کی ان کامیابیوں سے یروشلم کی زیارت کو آنے والے مسیحیوں کو بڑی تکلیف تھی۔ کیونکہ مسلمانوں نے ان زائرین پر کچھ پابندیاں عائد کی تھیں۔ معروف فرانسیسی مؤرخ موسیو لیبان کے بیان کے مطابق زائرین کے گروہ بسااوقات ایک لشکر کی صورت میں آتے، رچرڈ اپنے ساتھ سات سوافراد لایا تھا جو وہاں پہنچ نہ سکے جبکہ شیر فرائے میانس کا بطریق اور چار دیگر بطریق سات ہزار، زائرین کا گروہ لے کر روانہ ہوئے۔ ان میں سے بہت سے سردار اور امراء تھے جو راستے میں ملنے والے دیہاتی مسلمانوں اور ترکوں سے لڑتے بھی تھے اور انہیں قتل کرڈالتے۔ زائرین کی تعداد میں روز بروز اضافہ کے ساتھ ساتھ ان کے اطوار کے بگاڑ میں بھی اضافہ ہونے لگا، چنانچہ مسلمان حکمرانوں نے ان پر بعض پابندیاں عائد کیں۔'' (تمدنِ عرب از موسیو لیبان)

اسی دور میں فرانس کا ایک راہب (پیٹر) بیت المقدس کی زیارت کو آیا تو بیت المقدس پر مسلمانوں کے قبضہ و تسلط کو دیکھ کر دم بخود رہ گیا، بیت المقدس کے ایک بطریق نے اسے فرضی داستان سنا کر اور بھی پریشان کر دیا جب اس نے اس سے کہا کہ مدفنِ مسیح پر مسلمان قابض ہیں اور مسیحیوں پر سخت مظالم ڈھاتے ہیں۔ تمدنِ عرب کے مصنف موسیو لیبان کے بقول پیٹر نے یہاں سے روم کا راستہ لیا اور پاپائے روم (اربن دوم) کو داستانِ غم سنا کر بیت المقدس کی مسلمانوں سے رہائی کے لئے تحریک چلانے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ پیٹر نے بڑی تیزی سے یورپ کا دورہ کر کے مسیحی لیڈروں کو بیت المقدس پر حملہ کے لئے اکسایا۔ پاپائے روم سے حاصل کردہ سفارشی خطوط پیٹر نے یورپ کے حکمرانوں تک پہنچائے اور عیسائی دنیا کو ''مقدس جہاد'' کے نام پر برانگیختہ کیا۔ بیت المقدس کے عیسائی زائرین پر مسلمانوں کے (فرضی) مظالم کی داستان کو رنگین انداز میں بیان کیا گیا اور یوں

☆ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے ☆

سلمانوں کے خلاف نفرت کی فضاء پیدا کر کے صلیبی جنگوں کے آغاز کی راہ ہموار کی گئی۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ۱۰۵۵ء میں فرانس کے شہر کلرمون میں عیسائیوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس ہوئی جس میں دنیا بھر سے صلیبی نمائندے شریک ہوئے۔ پوپ نے اس کانفرنس سے خطاب کر کے صلیبیوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی اور بائیبل کی آیات کی غلط تاویل کرتے ہوئے یہ حکم سنایا کہ ''اس وقت جو شخص اپنی صلیب کو نہ اٹھائے گا اور میرے ساتھ نہ چلے گا، وہ میرا پیروکار نہیں۔'' (دیکھئے تاریخ یورپ، اے جے گرانٹ، ص ۳۵۵) پوپ کی تقریر سے حاضرین میں جوش و ولولہ پیدا ہوا اور وہ سب بیک زبان کہنے لگے، ہاں خدا کی مرضی یہی ہے۔'' چنانچہ سرخ کپڑے کی صلیبیں سینوں پر سجائے ایک لشکر جرار پیٹر کی قیادت میں مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ خود صلیبی مؤرخین کا بیان ہے کہ پیٹر اور ایک مفلس سردار گوتیر کی قیادت میں تیرہ لاکھ افراد پر مشتمل ایک ہجوم بے ہنگم مسلمانوں پر چڑھائی کے لئے انتہائی جوش و جذبے کے ساتھ قسطنطنیہ کی جانب روانہ ہوا۔ (دیکھئے تاریخ یورپ، اے، جے گرانٹ ۳۵۵) مسلمانوں خلاف اس لاؤ لشکر کی نفرت کا عالم یہ تھا کہ راستے میں مسیحی آبادیوں نے شرکاء کو مقدس مشن کے راہی خیال کرتے ہوئے ان پر پھول نچھاور کئے اور ان کی پوری آؤ بھگت کی، اور ان شرکاء نے جہاں کہیں کوئی مسلم آبادی دیکھی اسے لوٹا اور وہاں کے مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا۔ ایشیائے کوچک پہنچتے پہنچتے ان کی درندگی کا عالم یہ تھا کہ اگر کوئی بچہ انہیں نظر آ جاتا تو یہ اس کی تکا بوٹی کر کے آگ پر جلاتے۔ والیٔ قونیہ کو ان کی اس دہشت گردی کا علم ہوا تو اس نے ان کے قتل عام کا حکم جاری کیا، چنانچہ پورے پورے جتھے قتل کئے گئے۔

ادھر یورپ کے حاکموں نے ایک باقاعدہ فوج تیار کر کے مسلمانوں پر چڑھائی کا منصوبہ مکمل کر لیا چنانچہ شمالی فرانس کی افواج، جنوبی فرانس کی افواج، برطانیہ اور جرمنی کی افواج اٹلی و سسلی کی فوجیں اپنے حکمرانوں اور شہزادوں کی زیر قیادت روانہ ہوئیں۔ مقصد سب کا ایک اور مشن سب کا واحد تھا یعنی مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت اور پھیلتی ہوئی سلطنت کا خاتمہ اور صلیب کی حکمرانی۔ ان افواج کی مجموعی تعداد دس لاکھ تھی۔

۱۰۵۷ء میں صلیبی فوجیں گاڈ فری کی قیادت میں باسفورس کو عبور کر کے ایشیائے کوچک پہنچیں اور قونیہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں کے مسلمان حاکم قلیچ ارسلان سلجوقی نے بڑی جرأت مندی سے دفاع کیا مگر صلیبی فوجوں کے مقابلہ میں زیادہ دیر ٹھہر نہ سکا اور صلح کا راستہ اختیار کر کے باجگزاری قبول

کرنا پڑی۔ قونیہ کی فتح کے بعد صلیبی افواج نے شام کا رخ کیا جہاں انہوں نے انطاقیہ کا محاصرہ کر کے ایک محافظ کو رشوت سے خریدا اور شہر پناہ کا دروازہ کھلوا کر شہر میں داخل ہوگئیں۔ صلیبیوں نے یہاں کے تمام باشندوں کا قتلِ عام کیا، مکانات ڈھا دیئے اور پوری مسلم آبادی کو ختم کر کے دم لیا۔

پھر یہ لشکرِ صلیب معرۃ النعمان پہنچا جہاں تین دن تک قتل عام ہوا۔ ایک لاکھ سے زائد مسلمان قتل اور اتنے ہی گرفتار کر کے غلام بنائے گئے۔

۱۰۹۹ء میں صلیبیوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ مسلمان اس بڑے لشکر کا مقابلہ اپنی کمزوریوں اور باہمی رنجشوں کی بنا پر نہ کر سکے۔ فاطمیہ مصر جو اس وقت بیت المقدس کے بھی حاکم تھے، اپنے ساتھ دیگر مسلم اقوام و بلاد کو ملانے اور ایک وحدتِ مرکزیہ قائم کرنے میں ناکام رہے۔ چنانچہ ۴۲ (بیالیس) روز محاصرہ رہنے کے بعد صلیبی بیت المقدس پر قابض ہو گئے۔ کئی ہفتے بیت المقدس میں قتل عام جاری رہا ستر ہزار سے زائد مسلمان قتل کئے گئے جو مسجد اقصیٰ میں پناہ لئے ہوئے تھے، ان میں ایک بڑی تعداد علماء و مشائخ کی تھی۔

ہزاروں مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح مسلمانوں کی لاشوں پر گرا کر ذبح کیا گیا۔ آگ لگانے اور مکانوں کی چھتوں سے گرا کر مارنے کے واقعات الگ ہیں۔

صلیبی لشکر کے قائدین نے بیت المقدس کی فتح کی خبر پوپ کو روانہ کی تو اس میں یہ الفاظ بھی تحریر تھے:

> ''خدا ہمارے عجز و انکسار سے رام ہو گیا اور ہمارے عجز و الحاح کے آٹھویں روز اس نے شہر کو دشمنوں سمیت ہمارے حوالہ کیا۔ اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ جو دشمن (مسلم) وہاں موجود تھے ان کے ساتھ ہم نے کیا کیا تو اس قدر لکھنا کافی ہے کہ جب ہمارے سپاہی حضرت سلیمان کے معبد میں داخل ہوئے تو ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک مسلمانوں کا خون تھا۔''
>
> (تاریخ یورپ، ص ۴۵۷)

ہم نہیں کہتے مگر آج کے مہذب کہلانے والے عیسائیوں کے مہذب آباء و اجداد کے بارے میں خود لیبان نے لکھا ہے کہ:

> ''صلیبیوں کی فوج کشیوں میں ان کے افعال بالکل رذیل ترین اور احمق ترین وحشیوں کے سے تھے، ان کا برتاؤ شرکاءِ جنگ کے ساتھ، دشمنوں کے

ساتھ، بے قصور رعایا کے ساتھ، سپاہیوں کے ساتھ، یکساں تھا یعنی وہ سب کو بلا امتیاز لوٹتے اور قتل کرتے تھے۔" (تمدنِ عرب، ص ۲۹۰)

مزید براں یہ کہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے صلیبیوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، مؤرخ لین پول کے بقول:

"صلیبیوں نے مسلمانوں پر زندگی تنگ کر دی، انہوں نے اپنے سرداروں کو اشتعال دلایا کہ وہ مسلمانوں پر بلاوجہ اور بلاسبب لوٹ مار کے حملے اور دھاوے شروع کر دیں، بارہویں صدی کی پہلی چوتھائی کے حالات بیان کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں کہ افرنجیوں کی تاخت و تاراج اور رہزنی روز بروز بڑھتی ہی چلی گئی۔ انہوں نے مسلمانوں کو ایسا نقصان پہنچایا جس کا بیان کرنا دشوار ہے۔ عراق پہنچ کر انہوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا اور جتنی دولت، زیور، جنس مسلمانوں کے پاس تھی سب لوٹ لی۔ حران اور رقہ پہنچ کر مسلمانوں کی سخت تذلیل کی اور شرمناک انداز میں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا۔ (دیکھئے: صلاح الدین از لین پول، ص ۲۹)

یہ اس طویل تاریخ کا خلاصہ ہے جو پہلی صلیبی جنگ کے عنوان سے مؤرخین نے مرتب کی ہے اور جس کا ہر ہر صفحہ خونِ مسلم کی ایک خونچکاں داستاں سے عبارت ہے۔ شاہ معین الدین ندوی تاریخ اسلام میں اس دردناک داستان کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بیت المقدس پر صلیبی قبضے اور مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام سے ساری دنیائے اسلام میں اضطراب پیدا ہو گیا، ان کی مرکزی حکومت خلافت بغداد میں کوئی دم خم باقی نہ تھا، اس کے سلجوقی منتظم خانہ جنگی میں مبتلا تھے، اس لئے وہاں سے انہیں کوئی مدد نہ پہنچ سکی۔ شام، مصر، دیارِ بکر، دیارِ ربیعہ، موصل وغیرہ کے مسلمان فرمانرواؤں سے جہاں تک ہو سکا فرنگیوں کے مقابلہ کی کوشش کی مگر صلیبیوں نے جنگوں کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان لڑائیوں میں وقتاً فوقتاً مسلمان حکمراں بھی کامیاب ہوئے لیکن

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

ان میں باہم اتحاد نہ تھا اور صلیبیوں کو یورپ کی حکومتوں کی پشت پناہی حاصل تھی، جہاں سے امداد کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ اس لئے چند برسوں کے اندر انہوں نے قریب قریب پورے شام و فلسطین پر قبضہ کر لیا۔''

بیت المقدس کی فتح کے بعد تین عیسائی ریاستیں اس علاقہ میں قائم کی گئیں، بیت المقدس پر گاڈ فری حاکم ہوا، الرہا کی حکومت بولون کے شہزادے بالڈون کو ملی جبکہ انطاکیہ پر بوہمنڈ کو مقرر کیا گیا۔ بیت المقدس کی فتح کے چند برسوں کے اندر ہی صلیبیوں نے فلسطین کا بڑا حصہ بھی فتح کر لیا اور مسلمانوں میں خونریزی کر کے اپنا رعب اور نفسیاتی تسلط قائم کر دیا۔

مندرجہ بالا معرکۂ صلیب و اسلام کے حوادث و واقعات پڑھ کر ایک شخص یہ سوچ سکتا ہے کہ آخر مسلمانوں کو اس معرکہ میں ایسی ہزیمت کیوں اٹھانا پڑی۔ اس سوال کے جواب کے لئے ہمیں ان اسباب وعوامل پر ایک نظر ڈالنا ہوگی جو مسلمانوں کی اس ذلت و رسوائی اور نقصانِ عظیم کا باعث ہوئے۔ مؤرخین کے بقول اس کا بڑا سبب مسلمانوں کا چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہونا اور آپس میں اتحاد و یگانگت کی بجائے نزاعات و رنجشوں کا پروان چڑھنا ہے، اگر مسلمانوں کی کوئی ایک متحدہ حکومت ہوتی اور وہ کسی بڑی سلطنت کے اس طرح مالک ہوتے کہ ان کا ایک خلیفہ یا امیر ہوتا تو یہ صورتحال ہرگز پیش نہ آتی۔ صلیبیوں نے جس چیز سے فائدہ اٹھایا وہ مسلمانوں کی باہمی رنجشیں اور لامرکزیت ہی تھی۔ سلجوقی شہزادے باہم دست و گریباں تھے اور ان میں سے اکثر خود مختار بننے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ ان میں کوئی بھی ایسا باہمت نہ تھا جو آگے بڑھ کر سب کو اپنی کمان میں جمع کرتا اور دشمن کے خلاف صف آرا ہو سکتا۔

بقول اسٹینلے لین پول:

''اگر اہل یورپ کا یہ حملہ ایک پشت پہلے ہوتا تو سلجوقی ایسے نہ تھے کہ کوئی گھونسا دکھاتا اور وہ چپ بیٹھے رہتے۔ یورپ کی یہی فوج کشی اگر ایک پشت بعد پیش آتی تو عمادالدین اور نورالدین زنگی (جو سلجوقیوں کے اقتدار کو ختم کر کے اسلامی قوت کو بحال کر چکے تھے) یورپ کے ان حملہ آوروں کو سمندر میں غرق کر دیتے۔'' (صلاح الدین از لین پول، ص ۲۱)

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

دوسری صلیبی جنگ:

بارہویں صدی عیسوی میں موصل کا فرمانروا اتابکی زنگی مسلم خاندان ہوا، عمادالدین اور نورالدین اس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ عمادالدین شہزادوں کا استاذ (اتالیق) تھا۔ اس نے پہلی صلیبی جنگ میں مسلمانوں کی نسل کشی ہوتے دیکھی اور وہ صلیبیوں کی فتح کو مسلمانوں کی کمزوریوں کے حوالہ سے دیکھتا اور پرکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے بکھری ہوئی مسلم ریاستوں کو یکجا کرنے کے لئے سرتوڑ کوششیں کیں۔ اس میں اسے بعض ریاستوں کے والیوں کی جانب سے شدید مزاحمت کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر وہ اپنے مشن یعنی اتحادِ امت مسلمہ اور خاتمۂ تفریق پر ڈٹا رہا حتیٰ کہ بعض مسلم والی اور امراء عیسائیوں کے ساتھ مل کر عمادالدین کے خلاف صف آرا ہوئے تاہم اس نے اس کی پروا کئے بغیر بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں (جیسے بنج، حضن، بزاعہ، صلب، حماۃ اور حمص وغیرہ) کو زیر کر کے عیسائیوں کے قلعہ اثارب کو فتح کرلیا۔ مسلم امت کو متحد کرنے کی کوششوں میں عمادالدین کو مصروف پا کر عیسائیوں نے سازش کی اور موصل میں خانہ جنگی شروع کرادی جسے فرو کرنے میں عمادالدین کو دس برس لگ گئے۔ ۱۱۳۷ء میں اس نے شام کا رخ کیا اور کئی علاقے فتح کر کے اپنی قلمرد میں شامل کر لئے۔

۱۱۴۴ء میں عمادالدین نے الرہا کے عیسائی قلعہ پر قبضہ کر لیا جو پہلی صلیبی جنگ میں عیسائیوں کے زیر تسلط آ گیا تھا اور جہاں عیسائیوں نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی تھی۔ اس قلعہ کی فتح سے عیسائی دنیا میں کہرام مچ گیا اور یورپ نے پھر سے اسلام کے خلاف صف آراء ہونے کی ٹھانی۔ چنانچہ دوسری صلیبی جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اِدھر عمادالدین کے غلاموں نے صلیبیوں کے اکسانے پر اور بظاہر ذاتی عناد کی بناء پر عمادالدن کو قتل کر دیا۔ عمادالدین اگرچہ انتقال کر گیا مگر بقول لین پول وہ ایسے کام کر گیا تھا کہ ساری نصرانی دنیا مل کر بھی اس کے کام کو ختم نہ کر سکتی تھی۔ (صلاح الدین از لین پول، ص۵۴) اس کے نمایاں کارناموں میں نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی جیسے جوانوں کی تربیت اور مسلم امہ میں بیداری کی ایک لہر پیدا کرنے کے علاوہ مسلمانوں کی مرکزیت بحال کرنا بھی ہے۔

الرہا کی ریاست پر مسلمانوں کے قبضے کو یورپ آسانی سے ہضم نہیں کر سکتا تھا چنانچہ پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

''پہلے صلیبی حملے کے لئے جو کردار پیٹر راہب نے ادا کیا اب وہ کردار

حد یعمل فی الارض خیر لاھل الارض من ان یمطروا اربعین صباحا ☆ الحدیث

قدیس برنارڈ نے ادا کیا۔ پوپ یوجینیوس ثالث نے وہ خدمات سرانجام دینے کا عزم کیا جو خدمات پہلے صلیبی حملہ کے وقت اور بان ثانی نے انجام دی تھیں۔'' (ضیاء النبی، جلد ششم)

چنانچہ اس نے ۱۱۴۶ء میں عیسائیوں کی ایک کانفرنس طلب کی جس سے خطاب کر کے اس نے صلیبیوں کے جذبات بھڑکانے اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی آگ جلانے کا کام کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ مسلمانوں کے خلاف دوسری صلیبی جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس کانفرنس کے نتیجے میں فرانس کے بادشاہ لوئی ہفتم اور جرمنی کے فرماں روا کانبراڈ نے مشترکہ طور پر کئی لاکھ کی فوج شام پر حملہ کے لئے روانہ کی۔ مگر اس بار معین الدین آرنز (بعلبک کا جاگیردار جو پہلی صلیبی جنگ میں عمادالدین کی مخالفت میں صلیبیوں سے مل گیا تھا) نے صلیبیوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ یورپ کے یہ سورما لڑے بغیر ہی اپنے اپنے وطن واپس ہو گئے۔ (صلاح الدین، ص ۵۰) تاہم شام کے عیسائیوں نے نورالدین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جس میں انہیں شکست دے کر نورالدین زنگی نے شام پر قبضہ کر لیا۔

نورالدین زنگی عمادالدین زنگی کا بیٹا تھا۔ وہ ایک متقی صالح باپ کا متقی صالح اور بہادر بیٹا ثابت ہوا اور اپنے تاریخی کارناموں کی بناء پر تاریخ میں نیک نام بہادر کی شہرت پا گیا۔ نورالدین نے صلیبیوں کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی وحدت و مرکزیت پر خاص توجہ دی چنانچہ اس نے شام، الجزیرہ اور مصر کی چھوٹی ریاستوں کو ایک ہی پرچم تلے جمع کرنے اور متحد کرنے کی شاندار کوشش کی۔ ۱۱۷۱ء میں فاطمی حکومت کا مصر سے خاتمہ ہو گیا اور یوں نورالدین زنگی نے ایک بڑی قوت منظم کر کے صلیبیوں کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ کی تیاری شروع کر دی۔ اس نے بیت المقدس کو صلیبیوں کے پنجۂ استبداد سے چھڑانے کے لئے انتھک محنت کی اسے یقین تھا کہ وہ ضرور بیت المقدس کو فتح کر لے گا مگر اس کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ ۱۱۷۴ء میں انتقال کر گیا۔ نورالدین زنگی نے صلیبیوں کے حملوں کا خوب مقابلہ کیا اگرچہ اسے شمال حلب کے علاقہ باشرعین تاب اور عزاز فتح کرنے میں کامیابی نہ ہو سکی اور صلیبی کمانڈر جوسلن کے ہاتھوں اسے سخت ہزیمت اٹھانا پڑی تاہم اس نے جوسلن کو بالآخر گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کی حکومت کے بڑے حصے پر اسلامی پھریرا لہرا دیا۔ اس صلیبی خطے کو جو جوسلن کے زیر تسلط تھا آزاد کرانے میں نورالدین کو دس سال لگے۔ جوسلن

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

کی گرفتاری وشکست پر یورپ میں بھونچال آ گیا اور صلیبی فوجوں نے ایک خونریز جنگ لڑی جس میں نورالدین فتح یاب اور اسلام کا بول بالا ہوا۔

۶۔ نورالدین ان حکمرانوں میں سے ایک تھا جو دن گھوڑے کی پیٹھ پر اور رات مصلیٰ عبادت پر گزارا کرتے تھے۔ یہ وہی نورالدین ہے جس کے بارے میں علامہ سمہودی (م ۹۱۱ھ) نے وفاء الوفاء میں حسب ذیل واقعہ نقل کیا ہے اور اسے شیخ جمال الدین عبدالرحیم اسنوی شافعی (متوفی ۷۷۲ھ) کی کتاب انتصارات اسلامیہ سے منسوب کیا ہے۔ اس واقعہ سے عیسائیوں کی اسلام و مسلمانوں سے نفرت اور پیغمبر اسلام سے دشمنی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سلطان عادل نورالدین شہید کے عہد سلطنت میں نصاریٰ کے نفسوں نے انہیں ایک برے امر پر آمادہ کیا۔ ان کا گمان تھا کہ وہ پورا ہو جائے گا اور اللہ اپنی روشنی پورا کئے بغیر نہیں رہتا۔ خواہ منکر برا مانیں۔ وہ امر یہ ہے کہ سلطان مذکور رات کو تہجد اور وظائف پڑھا کرتا تھا۔ ایک روز تہجد کے بعد سو گیا۔ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دو سرخ رنگ شخصوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں۔ میری مدد کر اور مجھے ان دو سے بچا۔ وہ ڈر کر جاگ اٹھا۔ پھر وضو کیا نماز پڑھی اور سو گیا۔ پھر اس نے وہی خواب دیکھا، جاگ اٹھا اور نماز پڑھ کر سو گیا۔ پھر تیسری بار وہی خواب دیکھا۔ پس جاگ اٹھا اور کہنے لگا۔ نیند باقی نہیں رہی۔ اس کا وزیر ایک صالح شخص تھا، جس کا نام جمال الدین موصلی تھا، رات کو اسے بلایا اور تمام ماجرا اسے کہہ سنایا۔ اس نے کہا تم کیسے بیٹھے ہو۔ اسی وقت مدینۃ النبی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اپنے خواب کو پوشیدہ رکھو۔ یہ سن کر اس نے بقیہ شب میں تیاری کر لی اور سبکسار سواریوں پر بیس آدمیوں کے ساتھ نکلا۔ وزیر مذکور اور بہت سا مال بھی اس کے ساتھ تھا۔ سولہ دن میں وہ مدینے پہنچا۔ شہر سے باہر غسل کیا اور داخل ہوا۔ روضہ منورہ میں نماز پڑھی اور زیارت کی۔ پھر بیٹھ گیا۔ حیران تھا کہ کیا کرے۔ جب اہل مدینہ مسجد میں جمع تھے تو وزیر نے کہا۔ سلطان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ارادے سے آیا ہے اور خیرات کے لئے اپنے ساتھ بہت سا مال لایا ہے، جو یہاں کے رہنے والے ہیں، ان کے نام لکھو۔ اس طرح تمام اہل مدینہ کے نام لکھے گئے۔ سلطان نے سب کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جو خیرات لینے آتا سلطان اسے بغور دیکھتا تاکہ وہ صفت وشکل جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دکھائی تھی معلوم کرے، جس میں وہ حلیہ نہ پاتا اسے صدقہ دے کر کہتا کہ چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ سب لوگ آ چکے۔ سلطان نے پوچھا کہ کیا کوئی باقی رہ گیا ہے جس نے صدقہ نہ لیا ہو۔ انہوں نے عرض کی نہیں۔ سلطان نے کہا غور وفکر کرو۔ اس پر انہوں

نے کہا اور تو کوئی باقی نہیں مگر دو مغربی شخص جو ں سے کچھ نہیں لیتے۔ وہ پارسا اور دولت مند ہیں اور محتاجوں کو اکثر صدقہ دیتے رہتے ہیں۔ یہ سن کر سلطان خوش ہو گیا اور حکم دیا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ لائے گئے۔ سلطان نے انہیں وہی دو شخص پایا جن کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کر کے فرمایا تھا کہ میری مدد کر اور مجھے ان سے بچا۔ پس ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم دیارِ مغرب سے حج کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے اس سال ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجاورت اختیار کی ہے۔ سلطان نے کہا سچ بتاؤ۔ مگر وہ اپنی بات پر قائم رہے۔ پھر لوگوں سے پوچھا۔ یہ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ حجرہ شریف کے قریب رباط میں رہتے ہیں۔ یہ سن کر سلطان نے دونوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے مکان میں آیا۔ وہاں بہت سا مال، دو قرآن مجید اور وعظ ونصیحت کی کتابیں پائیں۔ ان کے سوا اور کچھ نظر نہ آیا۔ اہل مدینہ نے ان کی بڑی تعریف کی کہ یہ بڑے سخی اور فیاض ہیں۔ صائم الدہر ہیں اور روضہ شریف میں صلوٰۃ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے پابند ہیں۔ ہر صبح جنت البقیع کی زیارت کو جاتے ہیں اور ہر ہفتہ قباء کی زیارت کرتے ہیں۔ کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے۔ ان کی فیاضی سے اس قحط سالی میں مدینہ میں کوئی محتاج نہیں رہا۔ یہ سن کر سلطان نے کہا۔ سبحان اللہ! اور اپنے خواب کو ظاہر نہ کیا۔ سلطان بذاتِ خود اس مکان میں پھرتا رہا۔ اس میں ایک چٹائی جو اٹھائی تو اس کے نیچے تہہ خانہ دیکھا جو حجرہ شریف کی طرف کھود رکھا تھا۔ لوگ یہ دیکھ کر ڈر گئے۔ اس وقت سلطان نے کہا تم اپنا حال سچ سچ بتاؤ اور انہیں بہت مارا۔ پس انہوں نے اقرار کیا کہ ہم عیسائی ہیں۔ ہم کو نصاریٰ نے مغربی حاجیوں کے بھیس میں بھیجا ہے اور ہمیں بہت سا مال دیا ہے اور کہا ہے کہ اسے حجرہ شریف تک پہنچنے اور جسد مبارک نکالنے کا حیلہ و وسیلہ ٹھہراؤ۔ بھیجنے والے عیسائیوں کا یہ وہم تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس بات پر قادر کر دے گا اور وہ، وہ کریں گے جو شیطان نے انہیں سمجھایا تھا۔ اس لئے وہ دونوں حجرہ شریف کے سب سے قریب رباط میں اترتے تھے اور انہوں نے وہ کیا جو اوپر ذکر ہوا۔ وہ رات کو کھودا کرتے تھے اور ہر ایک کے پاس مغربیوں کے لباس کے مطابق ایک چمڑے کی تھیلی تھی جو مٹی جمع ہوتی ہر ایک اپنی تھیلی میں ڈال لیتا۔ اور دونوں زیارت بقیع کے بہانے سے نکل جاتے اور قبروں میں پھینک آتے۔ کچھ مدت وہ اسی طرح کرتے رہے جب کھودتے کھودتے حجرہ شریف کے قریب پہنچ گئے تو آسمان میں گرج پیدا ہوئی بجلی چمکی اور ایسا زلزلہ عظیم پیدا ہوا کہ گویا پہاڑ جڑ سے اکھڑ گئے ہیں۔ اسی رات کی صبح کو سلطان نورالدین آپہنچا۔ اور دونوں کی گرفتاری اور اعتراف وقوع میں آیا۔ جب دونوں نے اعتراف کر لیا اور اس کے ہاتھ پر ان کا حال ظاہر ہو گیا اور اس نے اللہ کی یہ عنایت دیکھی کہ یہ کام اس

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداؤد وترمذی)

سے لیا تو وہ بہت رویا اور ان کی گردن زنی کا حکم دیا۔ پس وہ اس جالی کے نیچے قتل کئے گئے جو حجرۂ شریف کے قریب بقیع سے متصل ہے۔ پھر اس نے بہت سی رانگ منگوائی اور تمام حجرہ شریف کے گرد پانی کی تہہ تک ایک بڑی خندق کھدوائی وہ رانگ پگھلائی گئی اور اس سے خندق بھر دی گئی۔ اس طرح حجرۂ شریف کے گرد پانی کی تہہ تک رانگ کی دیوار تیاری ہوگئی۔ پھر سلطان مذکور اپنے ملک کو چلا آیا اور حکم دیا کہ نصاریٰ کمزور کر دیئے جائیں اور کوئی کافر عامل نہ بنایا جائے۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد سلطان نورالدین کا انتقال ہوگیا۔ (سیرت رسول عربی، نور بخش توکلی)

نورالدین زنگی کی وفات کے بعد صلیبی قوتوں نے پھر سر اٹھانا شروع کیا مگر چونکہ نورالدین نے صلیبیوں کو حمص وحماۃ میں شکست دی تھی اور بانیاس کے صلیبی فرمانروا ہمفرے کو ہزیمت سے دوچار کیا تھا اور انطاکیہ، طرابلس اور لوسکنان کے عیسائی فرمانرواؤں کو گرفتار کرلیا تھا اس لئے ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی تھی، تاہم مصر پر قبضہ کرنے کی تمنا ان کے دلوں میں انگڑائی لے رہی تھی۔ نورالدین زنگی نے مصر کے حکمران اسدالدین کی مدد کرکے صلیبیوں کے لئے فتح مصر کی خواہش کی تکمیل ممکن نہ رہنے دی۔ صلیبیوں نے ایک چال چلتے ہوئے مصری حکومت کو درپردہ صلح پر آمادہ کرلیا مگر نورالدین زنگی نے آگے بڑھ کر مصر پر قبضہ کرلیا اور صلاح الدین ایوبی کو وزیر مصر مقرر کر دیا۔ صلیبیوں نے ایک بار پھر جم کر مصر پر حملہ کیا اور دمیاط کا محاصرہ کرلیا جسے صلاح الدین اور نورالدین زنگی نے ہوشمندی سے ناکام بنادیا۔

صلاح الدین ایوبی:

صلاح الدین ایوبی نجم الدین کا فرزند تھا۔ یہ ۵۳۲ھ/ ۳۸۔ ۱۱۳۸ء میں تکریت (مضافاتِ عراق) میں پیدا ہوا۔ نورالدین زنگی نے جب دمشق پر قبضہ کیا تو صلاح الدین سولہ سترہ برس کا نوخیز تھا وہ اس نوعمری ہی میں نورالدین زنگی کے زیر سرپرستی متعدد عظیم الشان معرکوں میں شریک رہا۔ ۵۶۴ھ/ ۶۹۔ ۱۱۶۸ء میں وہ اپنے چچا کی وفات پر مصر کا وزیر مقرر ہوا اور یہیں سے قدرت نے اسے اس عروج کے جادۂ مستقیم پر گامزن کیا جس نے اسے تاریخ کی ایک ناقابل فراموش شخصیت بنادیا ہے۔

صلاح الدین ایوبی نے مصر میں وزارت کے بعد نہ صرف وہاں بلکہ شام، حلب، رُہا اور موصل پر اقتدارِ اسلامی مستحکم کرکے اپنی پوری توجہ صلیبیوں کی جانب مرکوز کر دی۔ وہ ایک بہادر سپہ

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابوعبید) ☆☆☆

سالار اور مدبر حکمراں تھا، اس نے عیسائی ریاستوں کے اندرونی احوال کا گہرا جائزہ لیا اور ایسے وقت کے انتظار میں رہا جب بیت المقدس کی آزادی کے لئے صلیبیوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ موزوں ہوسکتی تھی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کو صلیبیوں سے مقابلہ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی طرف سے بھی بعض شورشوں کا سامنا تھا۔ موصل کا والی سیف الدین غازی اور دمشق کے بعض امراء صلیبیوں سے مل گئے تھے اور اس کے خلاف مسلسل سازشیں کررہے تھے مگر سلطان نے اپنی ہوشمندی اور بیدار مغزی سے کام لیتے ہوئے دمشق، حمص، بعلبک کو زیرنگیں کیا اور سیف الدین کو شکست دے کر بزاعہ اور غراز وغیرہ کو اپنے تابع کرلیا۔

یہود و ہنود کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑا کر اپنے مقاصد حاصل کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ایسے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ صلاح الدین نے صلیبیوں کی ان سازشوں کا ایک ہی علاج تجویز کیا کہ جو کفار کا ساتھ دے اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو کافروں کے ساتھ یعنی یہ کہ جنگ اور فتح۔ صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کے ساتھ ساتھ صلیبیوں کے آلۂ کار بن جانے والے مسلم مصلحت کوش اور مفاد پرست عناصر کا بھی مقابلہ کیا۔ شام کے عیسائیوں نے اپنے فرماں رواں ریجی نالڈ (Reginold) کی سرکردگی میں بزیرہ نمائے عرب پر فوج کشی کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ مبارک اور مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کی ناپاک جسارت کرنا چاہی تو صلاح الدین نے پوری قوت سے اسے ناکام بنادیا۔

(دیکھئے: صلاح الدین از لین پول، ص۱۵۲)

یہاں اس بات کا بیان کرنا بھی ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ریجی نالڈ عیسائیوں کا وہ متعصب حکمران ہے جسے اسلام اور جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی درجہ کی عداوت تھی۔ اس نے ۵۷۸ھ اور پھر ۵۷۹ھ میں حرمین شریفین پر حملہ قبضہ اور بے حرمتی کی منصوبہ بندی کرکے اپنے ارادہ کی تکمیل کی خاطر صف بندی کی اور کئی بار مسلمانوں پر حملہ آور ہوا، اس نے ایلہ کا بحری راستہ بند کرکے، بحر قلزم کی بندرگاہ الحوراء پر قبضہ کا ارادہ کیا تاکہ وہاں سے مدینہ منورہ پر حملہ کرسکے۔ مگر مسلمانوں کے امیر البحر لوء لوء نے اس کی یہ اسکیم ناکام بنادی اور اسے فرار ہونا پڑا۔ یہ بدبخت ایسا اسلام دشمن شقی القلب تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کے علاوہ ان کے سامنے شعائرِ اسلام کی کھلے عام تضحیک وتوہین کرتا۔ ۱۱۸۶ء میں اس نے مسلمان تاجروں کے ایک قافلہ کو لوٹ کر گرفتار کرلیا۔ ان تاجروں

نے جب اس سے رہائی کے لئے اپیل کی تو اس نے یہ طنزیہ جملہ کہا۔

صلاح الدین ایوبی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے عہد کیا کہ خدا نے موقع دیا تو وہ اس دریدہ دہنی کا بدلہ اسے اپنی تلوار سے قتل کر کے لے گا۔ (ابن اثیر، ج ۶، ص ۱۹۵) ۴۹۱ھ/۱۰۹۹ء کے معرکۂ صلیب و ہلال میں جب معزز صلیبی قیدی سلطان کے دربار میں پیش کئے گئے تو ان میں یروشلم کا بادشاہ گائی اور ریجی نالڈ بھی تھے۔ سلطان نے قیدیوں کو کھانے کے لئے بھیج کر گائی اور ریجی نالڈ کو روک لیا۔ پھر سلطان نے ان کے سامنے ریجی نالڈ کی سابقہ بداعمالیاں ایک ایک کر کے بیان کیں اور کہا:

> ''اس وقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں (یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا جس میں ریجی نالڈ نے تاجروں سے حضور ﷺ کو بلانے کو کہا تھا) پھر سلطان نے ریجی نالڈ کے سامنے دعوتِ اسلام پیش کی جسے ریجی نالڈ نے ٹھکرا دیا۔ چنانچہ سلطان نے خود اپنی تلوار سے اس بدبخت کا سر قلم کر کے اپنی قسم پوری کی۔'' (کتاب الروضتین، ج ۲، ص ۸۱)

اس طرح صلاح الدین مسلسل چودہ برس تک صلیبیوں کے خلاف مختلف محاذوں پر نبرد آزما رہا۔ جب وہ متعدد محاذوں پر صلیبیوں کو شکست دے چکا تو اس نے بیت المقدس کی آزادی کے لئے اب مناسب موقع جانتے ہوئے ''اعلانِ جہادِ آزادیٔ بیت المقدس'' کر دیا۔

چنانچہ ۱۱۸۷ء میں مسلمان افواج اس کے پرچم تلے جمع ہوگئیں اور وہ بیت المقدس کی فتح کے جذبہ سے سرشار فلسطین کی جانب روانہ ہوا۔ حطین کے مقام پر صلیب و ہلال کا فیصلہ کن معرکہ برپا ہوا۔ (ضیاء النبی، جلد ششم، ص ۴۷) جس میں قدرت نے اسلام کو فتح و نصرت سے ہمکنار کیا اور صلاح الدین غازی کا لقب پا گیا۔ حطین کی فتح کے بعد وہ فوراً بیت المقدس پہنچا اور اس نے شہر بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ صلیبیوں نے اندرونِ شہر رہ کر مقابلہ کیا مگر وہ زیادہ عرصہ اس محاصرہ کی تاب نہ لا سکے اور جان و مال کی حفاظت کی شرط پر شہر حوالہ کر دیا۔ بیت المقدس کے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو جانے کی خبر نے یورپ میں ایک بار پھر آگ لگا دی اور وہ مسلمانوں سے انتقام کے جوش میں اور بیت المقدس کی آزادی کے نعرے کے تحت رچرڈ شیر دل کی قیادت میں جمع ہوئے اور جنگ کی ٹھانی۔

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

تیسری صلیبی جنگ:

اس جنگ عظیم کو تیسری صلیبی جنگ سے موسوم کیا گیا۔ اس تیسری جنگ میں شہنشاہ فریڈرک بار بروسا (جرمنی) شیردل رچرڈ (انگلستان) اور فلپ اگٹس دوم شاہ فرانس پوپ کے حکم سے خود قیادت کرتے ہوئے شریک جنگ ہوئے۔ رچرڈ جسے شیردل آف انگلستان کہا جاتا تھا اس جنگ میں زیادہ پرجوش مگر صلاح الدین سے مرعوب اور خائف تھا۔ اس نے مقابلہ کرنے کی بجائے صلاح الدین کے بھائی الملک العادل کو اپنی بہن کا رشتہ پیش کیا جسے ملک نے ٹھکرا دیا۔

حوالہ کے لئے دیکھئے Decline and Fall of the Roman Empire. Edward Gibben. Vol. 6, p 508)

دی کریسیڈ کے مصنف نے لکھا ہے کہ اس جنگ کے بعد مغرب سے اتنی بڑی فوج اور اتنے بڑے بڑے بہادر فوجی سردار پھر کبھی نہیں نکلے، لیکن باہمی رقابت و اختلاف اور ذاتی مفادات کی وجہ سے تیسری صلیبی جنگ میں تباہی ان کے مقدر میں آئی۔ دیکھئے: (The Cresed p. 348)

دنیا کی تین بڑی کافر طاقتیں اتحادی بن کر مسلمانوں کے مقابلہ میں اتریں، تینوں نے مختلف راستوں سے بیت المقدس اور اسلامی مقبوضات کا رخ کیا۔ جرمن سردار (بادشاہ فرڈرک) خشکی کے راستے ایشیائے کوچک کی جانب روانہ ہوا مگر موت نے اسے ایک دریا میں آ دبوچا۔ اس واقعہ سے اس کی فوج بددل ہو کر واپس جرمنی چلی گئی۔ رچرڈ اور فرانس کے فلپ دوم راستے ہی میں لڑتے رہے اور شام پہنچ کر فلپ نے واپسی کا راستہ اختیار کیا۔ جبکہ رچرڈ نے عکا کا محاصرہ کرنے کے بعد ۱۱۹۱ء میں عکا پر صلیبی قبضہ کو یقینی بنا دیا۔ اس کے بعد رچرڈ نے صلاح الدین ایوبی سے صلح جوئی کی کوششیں شروع کر دیں اور بالآخر ایک معاہدہ رچرڈ اور صلاح الدین کے مابین طے پا گیا۔

(تاریخ یورپ، ص ۳۵۹/۶۰)

سلطان صلاح الدین ایوبی ۱۹ سال تک شام اور ۲۴ برس تک مصر پر حکومت کرنے کے بعد ۵۷ برس کی عمر میں صفراوی بخار کے بہانے ۲۷ صفر ۵۸۹ھ/۴ مارچ ۱۱۹۳ء کو راہی ملک عدم ہوا اور اس نے اپنی جان اس حال میں اپنے مالک و مولیٰ کے سپرد کی کہ وہ اس کے سچے دین کو غالب اور صلیب کو مغلوب کر چکا تھا۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

چوتھی صلیبی جنگ:

اگرچہ سلطان صلاح الدین ایوبی سے رچرڈ نے صلح کر لی تھی اور بظاہر صلیبی جنگوں کا سلسلہ سرد پڑ گیا تھا مگر یورپ کے صلیبی مذہبی لیڈروں نے اس صورتحال کو دل سے تسلیم نہ کیا اور وہ مسلسل مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بننے میں مصروف رہے۔ تاریخ یورپ کے مصنف گرانٹ کے مطابق پوپ انوسنٹ سوم نے یورپ کو پھر سے صلیبی جنگ کے لئے اکسانا شروع کیا جس کے نتیجہ میں فرانس کے امراء نے وینس میں جمع ہو کر جنگی حکمت عملی تیار کی۔ سابق صلیبی جنگوں میں شام کے علاوہ دیگر سواحل پر صلیبیوں نے قبضہ کیا تھا اور یوں صلیبیوں کی تجارت قسطنطنیہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں کے تاجروں نے اپنی تجارت کو مزید محفوظ بنانے کے لئے صلیبیوں کی مدد کی اور اس شرط پر جہاز فراہم کئے کہ وہ زارا کو فتح کر کے وینس کے شہر کے تابع کر دیں۔ صلیبیوں نے تاجروں سے مالی منفعت کے پیش نظر اپنے ہی شہر زارا پر چڑھائی کر دی اور زارا کو فتح کر کے وینس کے ماتحت کر دیا۔ اس طرح صلیبیوں نے اپنے ہی شہر کو لوٹا اور پھر فلسطین کا رخ کیا۔ ان کے سردار ریجی نالڈ نے انطاکیہ کے حاکم بوہمنڈ سے مل کر ایک نئی جنگ کی تیاری کی مگر اس کا محاصرہ ہو گیا اور فوج کو تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ (کریسیڈ۔ از ارچر اینڈ کنگسفورڈ)

۱۱۹۵ء میں جرمنی کے بادشاہ ہنری ہشتم نے ایک صلیبی حملہ کیا مگر اسے کامیابی نہ ہو سکی وہ خود اس حملے میں کام آ گیا اور مہم ختم ہو گئی۔

۱۲۲۱ء میں ایک اور صلیبی حملہ ہوا جس کی دعوت پاپائے روم نے دی تھی اور اس میں ہنری، آسٹریا، آرمینیا، اور قبرص کی حکومتیں شریک تھیں۔ مگر یہ حملہ بھی اپنے مقاصد حاصل نہ کر سکا اور مصر کے شہر دمیاط میں اس لشکر کو عبرت ناک شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اسے پانچویں صلیبی جنگ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

چھٹی صلیبی جنگ:

۱۲۲۹ء/ ۱۲۲۸ء میں جرمنی اور نیپلز کے شہنشاہ فرڈرک دوم نے پوپ کے ایماء پر یروشلم کا رخ کیا۔ مگر اسے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ ہوئی تاہم دوسری بار پھر اس نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور مصر کے بادشاہ سے فلسطین میں عیسائی زائرین کے داخلے کا معاہدہ کیا اور یوں بیت المقدس صلیبیوں کے قبضہ میں آ گیا۔

۱۲۴۴ء میں سلطانِ مصر نے بیت المقدس پر اپنا قبضہ بحال کر کے صلیبی فوجوں کو شام سے نکال دیا، اس موقع پر فرانس کا سینٹ لوئی پچاس ہزار کا لشکر لے کر بیت المقدس کی طرف نکلا، اس نے دمیاط فتح کر کے قاہرہ کا رخ کیا تھا کہ منصورہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں اسے عبرت ناک شکست ہوئی۔ (تمدنِ عرب، ص ۳۰۵) اس واقعہ کو ساتویں صلیبی جنگ کا نام دیا جاتا ہے۔

آٹھویں صلیبی جنگ:

جولائی ۱۲۷۰ء میں سینٹ لوئی دوبارہ تیس ہزار پیدل اور چھ ہزار سواروں کے ساتھ تیونس کی جانب روانہ ہوا اس کا ارادہ وہاں کے حاکم کو عیسائی بنانے کا تھا مگر شہر کے محاصرہ کے دوران طاعون کی وبا پھوٹ پڑی وہ خود اور اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ اس وبا کی نذر ہو گیا۔

انطاکیہ کی صلیبی ریاست کے خاتمہ اور ظاہر بیبرس کے ہاتھوں صلیبیوں کی شکست کے بعد تیونس میں محاصرہ کے دوران تباہ ہونے والی صلیبی فوج سے صلیبیوں نے سبق نہیں سیکھا بلکہ وہ مسلسل شرانگیزیاں کرتے رہے۔

ادھر مسلمانوں میں بیداری کی جو تحریک صلاح الدین ایوبی نے پیدا کر دی تھی اس کے نتیجہ میں اب مسلمان ہر محاذ پر لڑنے کے لئے عملاً تیار تھے۔ چنانچہ ۱۲۹۱ء میں الملک الاشرف نے صلیبیوں سے عکا کا قلعہ بھی واپس لے لیا۔ اس طرح شام اور فلسطین پر فتح پانے کے صلیبی پروگرام کو سخت دھچکا لگا اور وہ اس میں ناکام و نامراد ٹھہرے۔ مگر اب صلیبیوں کا رخ قبرص اور اس کے نواح میں آباد صلیبی شہروں سے طاقت کو مجتمع کرنے کی جانب ہو گیا تا کہ نئے سرے سے صلیبی تحریک کو ابھارا جا سکے، مسلمانوں کے خلاف نیا محاذ کھولا جائے اور ترک مملوکوں سے بیت المقدس کو آزاد کرایا جائے۔ چنانچہ ۱۳۶۵ء میں قبرص کے بادشاہ پطرس اول نے ایک طاقتور بحری بیڑے کے ساتھ اسکندریہ پر حملہ کر دیا۔ صلیبی فوج اسکندریہ میں داخل ہو گئی اور ایک ہفتہ تک مسلمانوں کا قتلِ عام کرتی رہی۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے مقالہ "صلیبی جنگیں" کے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ اسکندریہ میں مسلمانوں کے اس قتل عام نے ۱۰۹۹ء کے اس سفاکانہ قتل و غارت گاری کی یاد تازہ کر دی جو بیت المقدس پر صلیبی قبضہ کے وقت صلیبیوں نے (مسلمانوں کا) کیا تھا۔ اسکندریہ پر صلیبی یلغار کے بعد بھی صلیبیوں نے مسلمانوں کے خلاف شورشیں جاری رکھیں مگر ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں

قسطنطنیہ کی فتح کے بعد عثمانیوں کی جرأتمندانہ کارروائیون سے صلیبیوں کو قلب یورپ سے نکلنے کی ہمت نہ ہوئی۔

صلیبی جنگیں اگرچہ ختم ہوگئیں تاہم مذہبی جنون جوان جنگوں سے صلیبیوں میں پیدا ہوا، اس کا اثر تادیر بلکہ تا حال باقی ہے۔ فرانسیسی مؤرخ موسیو لیبان معترف ہے کہ صلیبی جنگوں نے صدیوں تک دنیا میں شدید مذہبی عداوت اور ناروا داری جاری رکھی اور اسے بے رحمی وخونخواری کے اس درجہ تک پہنچا دیا جس کی مثال مذہب یہود کے سوا کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی۔

(دیکھئے: تمدنِ عرب، ص ۳۰۸)

صلیبیوں کی پھیلائی ہوئی یہ نفرت وعداوت مسلمانوں کے علاوہ کسی اور مذہب کے خلاف نہ تھی۔ سسلی اور اسپین کے مسلمانوں کے خون سے غسل کرنے کے بعد صلیبیوں نے سلطنت عثمانیہ (ترکی) کے خلاف گٹھ جوڑ کیا۔ صدیوں کی محنت اور پہلی جنگ عظیم کے بعد انہوں نے سلطنت عثمانیہ کو ختم کر کے رومن ایمپائر کے خاتمے کا بدلہ لیا۔ اور اب ان کا رخ ایک عرصہ سے ہر اس مسلم ملک کی جانب ہے جو دنیا میں سر اٹھا کے جینے کی تمنا رکھتا ہو، انہوں نے عراق اور ایران کی طاقت کو آپس میں لڑا کر کمزور کیا اور پھر عراق سے کویت پر حملہ آور ہونے کا کہہ کر جزیرۂ عرب میں اپنی فوجیں اتارنے اور عراقی ایٹمی طاقت کو ٹھکانے لگانے کا بندوبست کیا۔ ادھر خلیج کے تیل پر قبضہ کے لئے خلیجی ریاستوں کے مابین نزاعات کو اس طرح ہوا دی کہ وہ کبھی کفر کے خلاف اکٹھی نہ ہونے پائیں۔ خلیج میں اپنے قدم مضبوط کرنے کے بعد اب اس نے ایشیاء کا رخ کیا ہے اور ایشیاء میں عالمِ اسلام کے لئے دھڑکنے والے دل پاکستان کو ساکت کرنے کی پالیسی پر دہشت گردی کی روک تھام کے بہانے، عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔

قدیم صلیبی جنگوں اور حالیہ جنگ صلیب (امریکہ) بمقابلہ اسامہ بن لادن وافغانستان (اسلام) کے مابین کیا کوئی مماثلت ہے اس کا جواب، صلیبی جنگوں کے اسباب ومحرکات اور موجودہ جنگ کے اسباب ومحرکات پر غور کرنے سے لگایا جا سکتا ہے۔

ہزار سال قبل لڑی جانے والی صلیبی جنگوں کے اسباب بظاہر ''بیت المقدس کی آزادی''

کے نعرے سے عبارت ہیں مگر درحقیقت یہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے درپردہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا پروگرام تھا۔ ورنہ آخر کیا وجہ ہے کہ بیت المقدس پر قبضہ ہو جانے کے باوجود بھی مسلمانوں کا قتلِ عام جاری رکھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک کو درندگی کا نشانہ بنایا گیا۔ گبن نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ:

''صلیب کے علمبرداروں نے تین دن تک اتنا قتل عام کیا کہ ستر ہزار لاشوں کی وجہ سے وبا پھیل گئی، جب اس سے بھی انہیں تشفی نہیں ہوئی تو یہودیوں کو جلانا شروع کیا حتیٰ کہ عبادت گاہیں تک محفوظ نہیں رہیں۔''

خود عیسائی حاکم ریمنڈ نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس کا بیان ہے کہ عمر فاروق کی مسجد صلیبیوں کے قبضہ میں تھی یہاں مسلمانوں نے پناہ لے کر دفاع کیا مگر صلیلیوں نے یہاں بھی افسوسناک مظالم ڈھائے۔ اس خوفناک منظر میں موت کی چیخ و پکار کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ فاتحین لاشوں کو روندتے پھرتے تھے۔ مسجد کے چھجے کے نیچے گھٹنوں تک خون بہہ رہا تھا اور گھوڑوں کی لگام اس سے آلودہ ہو رہی تھی۔ (دیکھئے: امیر علی: ہسٹری آف دی سیریز، ج ا، ص ۲۳۶)

اس کے برعکس سلطان صلاح الدین ایوبی نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو صلیبیوں پر فتح پانے کے باوجود اس نے ان سے کمال مہربانی کا مظاہرہ کیا۔ خود یورپی مؤرخین کو اس کا اعتراف ہے۔ گبن نے لکھا ہے:

''انصاف کا تقاضا ہے کہ اس ترک فاتح کی رحم دلی کی تعریف کی جائے، اس نے مفتوحین کو کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا نہیں ہونے دیا۔ وہ ان سے بھاری رقوم وصول کر سکتا تھا مگر اس نے صرف تیس ہزار فدیہ کے عوض سترہ ہزار قیدیوں کو رہا کیا۔ دو تین ہزار کو رحم کرتے ہوئے ویسے ہی چھوڑ دیا۔ اس نے جنگ کے یتیموں اور بیواؤں میں خیرات تقسیم کی۔ زخمیوں کے علاج اور دیکھ بھال کی ہر طرح سہولتیں مہیا کیں۔ وہ قرآن کے دشمنوں کے ساتھ ہر طرح کی سختی سے پیش آنے میں حق بجانب تھا مگر اس نے جس فیاضانہ رحمدلی کا ثبوت دیا اس سے نہ صرف وہ تعریف وتحسین کا بلکہ محبت کئے جانے کا مستحق ہے۔'' (دیکھئے: گبن، ج ٦، ص ۵۰۰۔۴۹۹)

☆ گستاخ رسول کسی رعایت کا مستحق نہیں ☆

لین پول لکھتا ہے:

''صلاح الدین کے بھائی الملک العادل نے ایک ہزار غلام صلاح الدین سے مانگ کر آزاد کئے۔ خود صلاح الدین نے یہ منادی کرا دی کہ تمام بوڑھے جو فدیہ ادا نہیں کر سکتے آزاد ہیں۔ جن خواتین کے شوہر جنگ میں کام آئے انہیں بلا کر خزانے سے زرِ کثیر عطا کیا اور یہ سب صلیبی تھے۔ مسلمان نہ تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ سلطان صلاح الدین کے ان احسانات پر ہم غور کرتے ہیں تو وہ وحشیانہ حرکتیں یاد آتی ہیں جو شروع کے صلیبیوں نے ۱۰۹۹ء میں یروشلم کی فتح پر کی تھیں۔ جب گوڈفرے اور تنکرو، یروشلم کے کوچہ و بازار سے گزرے تو وہاں مردے پڑے تھے اور جاں بلب زخمی لوٹتے تھے، ان بیگناہوں اور لاچار مسلمانوں کو صلیبیوں نے سخت اذیتیں دے کر مارا تھا، ان کو زندہ جلایا تھا، جہاں قدس کی چھتوں اور برجوں پر مسلمان پناہ لینے چڑھے تھے وہیں صلیبیوں نے انہیں اپنے تیروں سے چھید کر گرایا تھا۔''

(لین پول، ص ۲۰۵،۲۰۲)

صلیبی جنگوں کے اسباب پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد مسلمانوں کے اقتدار و اثر کو ہر جگہ سے ختم کرنا اور صلیب کی حکومت قائم کرنا تھا۔ گیارہویں صدی عیسوی میں سلجوقیوں نے ایشیاے کوچک اور بعض یونانی علاقے فتح کئے تو صلیبیوں کو یہ بات ناگوار گزری۔ یورپ کے تاریخ نویس خود اعتراف کرتے ہیں کہ صلیبی جنگوں کا مقصد اسلام کے غلبہ کو کم کرنا تھا۔ اے جی گرانٹ (ایک یورپین مؤرخ) لکھتا ہے کہ:

''یورپ کے مغربی اور مشرقی محاذوں پر مسلمانوں کا خطرہ بڑھ گیا تھا، سخت ضرورت تھی کہ ان کو پیچھے ہٹایا جائے۔'' (تاریخ یورپ، ص ۴۵۲-۵۳)

یورپ کے دو اور مصنف اس بات کو محسوس کر کے لکھتے ہیں کہ:

''صلیبی جنگ کی ضرورت اس لئے پڑی کہ عیسائیت کی فلاح کے لئے ترکوں (مسلمانوں) کو یورپ کی طرف پیش قدمی سے روکا جائے وہ گیارہویں صدی میں بڑی تیزی سے یورپ کی طرف بڑھ رہے تھے۔''

☆☆☆ اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆

(ص ۵۰-۴۴۹، دی کریسیڈ)

ٹی اے ارچر اور سی ایل کنگسفورڈ، دی کریسیڈ میں لکھتے ہیں:

> ''پہلی صلیبی جنگ کی وجہ سے ان (مسلمانوں) کا سیلاب پیچھے کی طرف مڑ گیا جو قسطنطنیہ کی طرف بڑھ رہا تھا، لیکن اس کے بعد دو صدیوں تک اسلام کی ضرورت سے زیادہ سرگرمیاں بروئے کار آ گئیں۔'' (دی کریسیڈ، ص ۴۵۰)

آج بھی مسلم ممالک کے خلاف امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی کارروائیاں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو کم اور پھر ختم کرنے کیلئے ہیں اور بطورِ خاص یورپ میں جس تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے اس پر اثر انداز ہونے کیلئے مسلمانوں کو دہشت گردی کا الزام دیا جا رہا ہے۔ بریگیڈیئر ریٹائرڈ شمس الحق قاضی کے بقول: ''امریکہ بہادر کی سوئی اسلام اور مسلمانوں پر اٹکی ہوئی ہے۔'' حال ہی میں امریکہ نے بیان دیا کہ ان کا کام افغانستان پر ختم نہیں ہوتا بلکہ دنیا بھر کے دہشت گرد ملکوں میں دہشت گردی کے اڈے ختم کر کے ہی وہ دم لیں گے اور جن ملکوں کا بطورِ دہشت گرد امریکی نمائندہ نے نام لیا وہ ماسوائے شمالی کوریا کے سب کے سب مسلمان ہیں۔'' دنیا میں کہیں بھی کوئی دہشت گردی ہو، امریکی میڈیا (جو یہودیوں کے کنٹرول میں ہے) بلا توقف اس کا الزام مسلمانوں پر لگا دیتا ہے۔ جیسا کہ اوکلاہاما واردات میں ہوا اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ایک ناراض امریکی سفید فام کی کارروائی تھی۔ ابھی چند یوم قبل سوئٹزرلینڈ میں دہشت گردی کی واردات میں ۱۴ افراد قتل ہوئے اور اگر قاتل سوئس باشندہ موقع پر خودکشی کی بجائے بھاگ جاتا تو اس کا الزام بھی مسلمانوں پر لگا دیا جاتا۔

نائن الیون کے واقعہ میں مسلمانوں کو ہی ہدفِ تنقید و انتقام بنایا گیا حالانکہ خود مغربی پریس اور میڈیا نے یہ بات ثابت کر دی کہ ورلڈ ٹریڈ ٹاور جہازوں کے ٹکرانے سے نہیں بلکہ پہلے سے منصوبہ بندی کے تحت اڑایا گیا۔

کم و بیش گزشتہ بیس سال سے مغرب اسلام کے خلاف اسی طرح کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے جیسا کہ پوپ نے حال ہی میں کیا بالکل اسی طرح کا پروپیگنڈا ہزار برس قبل پیٹر راہب نے بیت المقدس کی تقدیس کی آڑ میں کیا تھا۔ یورپ مسلمانوں کو مسلسل بنیاد پرست (Fundamentalist) کہہ رہا ہے یہ اسلام کیلئے غیر مسلموں کے دل میں نفرت پیدا کرنے کی ایک تحریک ہے۔ پھر کچھ عرصہ سے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے اور دہشت گردی کی من مانی تعریف کر کے یورپ نے یہ طے کر لیا ہے کہ جہاں مسلمانوں کو دبانا ہو وہاں دہشت گردی کا الزام لگا کر اس طرح حملہ کر دو جس طرح افغانستان

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

پر کیا گیا ہے۔ یورپ کا اصل ہدف اسلام اور مسلمان ہیں اور وہ مسلم تحریکیں ہیں جو دنیا میں کہیں بھی اپنے حقوق کے حصول کیلئے یا آزادی کیلئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ صلیبیوں کے قائد بش نے خود یہ اعلان کیا کہ دہشت گردی (اسلام) کے خلاف ان کی یہ مہم سالوں نہیں دہائیوں تک چلے گی۔ خود ان کی زبان سے ان کارروائیوں کا نام ''کروسیڈ'' نکل گیا۔

میڈیا سے مسلسل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا جاری ہے اور لوگوں میں نفرت پیدا کی جارہی ہے کس کے خلاف؟ اسلام کے خلاف، اور اب تو امریکہ کی اسلام دشمنی کوئی راز کی بات نہیں، امریکہ کے سابق صدر نکسن کا یہودی اور عیسائی دنیا کے نام مشہور خط اس کا ایک واضح ثبوت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:

> ''اب سوویت روس اور کمیونزم کی پسپائی کے بعد مغربی دنیا کو اگر کسی سے خطرہ ہے تو وہ اسلام ہے اس لئے عالم اسلام کو متحد نہ ہونے دیا جائے۔ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ مہم تیز کر دی جائے۔''

امریکی سینیٹر لیری پریسلر پاکستان کے دورے کے موقع پر چند برس پیشتر بڑے واشگاف الفاظ میں یہ بات کہہ چکا ہے کہ:

> ''ایران، افغانستان، پاکستان اور وسطی ایشیاء کی مسلم ریاستیں اسلام کے رشتے کے تحت ایک بلاک بن سکتی ہیں، پاکستان اور لیبیا کے پاس ایٹمی صلاحیت ہے جو پوری اسلامی دنیا کے کام آئے گی، اسی لئے یہ صورت حال عالمی امن کے لئے خطرہ ہے اور امریکہ اسے تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔''

ڈینیل پائیس نے اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ مسلمانوں میں دس سے پندرہ فی صد لوگ قاتل ہیں جن سے بچنا چاہئے، اسی مضمون میں اس نے فلسطینیوں کے بارے میں لکھا: ''فلسطینی لوگ قابل رحم ہیں مگر اسی حالت میں رہنے کے لائق ہیں۔'' اس طرح کے اقوال، مضامین، اعلانات یہ سب ان اعلانات و قراردادوں سے گہری مماثلت رکھتے ہیں جو صلیبی جنگوں کے سلسلہ میں منعقدہ کانفرنسوں میں پاپائے روم کی زیر قیادت ہوئے اور خود پوپ نے جن میں صلیب کے نام پر مسلمانوں سے نفرت کا درس دیا۔

حالیہ صلیبی جنگ کا اصل ہدف دنیا بھر میں ''خدا پرستی'' کے نظام (اسلام) کو ختم کر کے انسان پرستی کے نظام (سرمایہ داری) کا فروغ ہے۔ یہ جنگ ورلڈ ٹریڈ سینٹر (WTC) پر حملے کا جواب نہیں نہ اس کا انتقام ہے بلکہ یہ پہلے سے طے شدہ منصوبہ (Preplaned) کے مطابق جارحیت ہے جو اس سے قبل عراق، بو

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

میں حملوں کی صورت میں سامنے آتی رہی ہے۔ صلیبیوں اور صیہونیوں کو اصل پرخاش سرمایہ دارانہ نظام کو فیل کرنے والے اس سسٹم سے ہے جس کے نفاذ کا تجربہ ایران انقلاب کے بعد ایران میں، پھر سوڈان میں اور اس کے بعد زیادہ بہتر انداز میں افغانستان میں کیا گیا۔ یہ تجربہ نفاذِ شریعت کا تجربہ تھا۔ اس تجربہ کی کامیابی اور اس کے اثرات و ثمرات سے یورپ میں بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ۱۹۹۰ء میں ایک یہودی اسکالر سموئیل نے اپنے ایک مضمون میں بین الاقوامی صورتحال کو ''تہذیبوں کے تصادم'' کا نام دیتے ہوئے یہ بات کھل کر لکھی کہ:

> ''مغربی تہذیب کلی طور پر اسلام سے متصادم ہے اور دونوں کے مابین کسی قسم کی صلح و مصالحت ناممکن ہے، اب مغرب کو عملی تصادم کیلئے تیار رہنا چاہئے۔''

دوسری سپر پاور روس (سوویت یونین) کے خاتمہ کے بعد امریکن سپر پاور کو سب سے زیادہ خطرہ اسلام سے ہے اسی لئے وہ سوویت یونین سے فارغ ہونے کے بعد اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہے اور مغرب کو اس کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔ اسلام کے خلاف مغرب کی نفرت کا عالم یہ ہے کہ جس سرزمین پر اور جس خطہ ارضی پر اسلام کی جتنی طاقت و تنفیذ ہوتی ہے اتنا ہی سختی سے اسے کچلا جاتا ہے، اس کا ثبوت افغانستان، عراق، فلسطین پر جاری بمباری ہے اور ہر طرح کے اور ہر وزن و حجم کے بم برسائے جا رہے ہیں۔

اسامہ بن لادن کے خلاف نفرت اس لئے نہیں کہ اس نے WTC کو تباہ کیا ہے بلکہ اس سے نفرت کا اصل سبب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو مغرب کے خلاف صف آراء ہونے پر آمادہ کر رہا ہے اور مغربی نظریات کو رد کرنے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کا حامی ہے۔ مغرب مسلمانوں کے ہر اس فرد کا دشمن ہے جو مسلمان کو ''حریت'' کا جذبہ عطا کرنے کے راستہ پر گامزن ہو۔ کچھ عرصہ قبل اقتصادی میدان میں استحکام اور بین الاقوامی سطح پر اپنی شناخت قائم کر لینے والے بی سی آئی بینک کے ساتھ مغرب نے جو کچھ کیا وہ صلیبی جنگ کا ہی ایک حصہ تھا اور یہ بات دعوے سے کہی جا سکتی ہے کہ آپ دنیا میں کہیں بھی کوئی ایسا ادارہ قائم کر لیجئے جو مسلمانوں کو معاشی/ اقتصادی لحاظ سے مستحکم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا نظریاتی طور پر ان کے ذہنوں کی تعمیر کرتا ہو، یورپ اسے کبھی برداشت نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ دنیا کی اقتصادیات پر غالب آ کر اپنے نظریات طاقت سے منوانا چاہتا ہے۔ کیا اس نے یہ حربہ پاکستان میں استعمال کر کے، پاکستان کو قرضوں کے شکنجہ میں جکڑ کر اپنے مطالبات طاقت سے منوانے کا کامیاب تجربہ نہیں کیا۔ پاکستان اپنے ہی برادر ملک کے خلاف لاجسٹک اور انٹیلی جنس سپورٹ فراہم کرنے پر ایسے ہی تو آمادہ نہیں ہو گیا۔

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

دہشت گردی کے خلاف جاری حالیہ جنگ کو اسلام کے خلاف قرار دینے کی ایک اور اہم دلیل ہمارے پاس خود امریکہ سرکار کا قول وفعل ہے۔ اس نے خود اس جنگ کو صلیبی جنگ کا نام دیا اور اس وقت پوری دنیا میں صرف مسلمان ہی امریکی نفرت کے اس الاؤ میں سلگتے نظر آ رہے ہیں کیونکہ یہ نفرت پیدا ہی مسلمانوں کے خلاف کی گئی ہے اور مقصد مسلمانوں ہی کو کمزور کرنا اور مٹانا ہے۔

ہزار برس پہلے ہونے والی صلیبی جنگوں کے اسباب بیان کرتے ہوئے مؤرخین بتاتے ہیں کہ اس جنگ کے پس پشت یورپ کے تاجروں کا مفاد تھا اور وہ اپنے سرمایہ کے ساتھ اس جنگ میں اس لئے شریک ہوئے تھے کہ اگر مشرق میں (مسلم علاقوں میں) صلیبی ریاستیں قائم ہوگئیں تو ان کو اپنی آزاد تجارت کا موقع ملے گا۔ کریسیڈ کے مصنف (ارچر اینڈ کنگسفورڈ) نے لکھا ہے کہ:

> اٹلی کے تاجر مشرق میں اپنی تجارتی منڈی قائم کرنے کی خاطر ایسے مشرقی ساحل چاہتے تھے جہاں ان کے تجارتی بیڑے پہنچ کر مشرق کے بازاروں پر چھا جائیں۔ اس غرض سے ان تاجروں نے اپنے اپنے جہاز (بحری) دے کر صلیبیوں کی فوجی نقل وحرکت میں بڑی مدد پہنچائی۔
>
> (دی کریسیڈ، ص ۳۰۱، ۲۹۵، باب ۲۸)

موجودہ صلیبی جنگ کے پس پردہ مقاصد میں بھی یہ بات نمایاں ہے کہ دنیا کی دو بڑی طاقتیں روس اور امریکہ کی جنگ بھی گرم پانیوں تک پہنچنے اور خلیج و وسطی ایشیا کی ریاستوں کے تیل اور تجارتی منڈیوں پر قبضہ کی خاطر ہے۔ امریکہ کو خلیج کی طرح ایشیاء میں قدم جمانے کے لئے اور چین اور روس پر اپنا نفسیاتی دباؤ ڈالنے کے لئے اڈے چاہئیں تاکہ وہ ایک تیر سے دو شکار کر سکے۔ پہلا مقصد اس کا چین اور پاکستان کی دوستی ختم کرانا ہے تاکہ پاکستان جو اسلام کا قلعہ ہے کبھی بھی اپنے دفاع کے لئے چین سے مدد نہ لے سکے اور امریکہ کے لئے بھارت کے ذریعہ اسے ختم کرانا آسان ہو۔ دوسری طرف روس سے آزادی پانے والی وسط ایشیاء کی ریاستیں ہیں جو تیل، گیس، معدنیات اور جوہری توانائی سے مالا مال ہیں اور مسلم ریاستیں ہیں۔ ان پر یہود ونصاریٰ کی کڑی نظر ہے وہ ان ریاستوں تک پہنچنے کیلئے آسان راستہ کی تلاش میں ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کے تیل پیدا کرنے والے ملک پہلے ہی امریکہ کے کنٹرول میں ہیں۔ لیکن وسط ایشیائی مسلم ریاستیں اس کی دسترس سے باہر ہیں۔ امریکہ ان ریاستوں پر اپنی بالادستی چاہتا ہے اور ان ریاستوں سے اسلام کا اثر زائل کرنا چاہتا ہے۔

اس طرح حالیہ صلیبی جنگ قدیم صلیبی جنگوں سے اپنے اسباب و مقاصد کے لحاظ سے ایک مماثلت یہ بھی رکھتی ہے اور یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ اس وقت دنیا میں تجارت پر یہودی چھائے ہوئے ہیں یا پھر نصرانی۔ یہودیوں کی سازش ہے کہ عیسائیوں کو مسلمانوں سے لڑا کر ہر دو کے

وسائل پر اپنا مکمل تسلط قائم کر لیا جائے۔

قدیم صلیبی جنگوں میں پوپ نے صلیبیوں کو یہ بات باور کرائی تھی کہ مسلمان بیت المقدس کے مسیحی زائرین کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔ آج صلیبیوں کا کہنا یہ ہے کہ مسلمان اپنی خواتین کے ساتھ بہت برا سلوک کرتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر مجھ سے ایک کینیڈین مشنری نے یہ کہا کہ پاکستان میں عورتوں کو جانوروں کی طرح پیٹا جاتا ہے اور ان کے تمام حقوق سلب کر لئے گئے ہیں۔ میں نے کہا یہ خواتین کے حقوق کی بات نہیں جیسا کہ آپ لوگوں نے سن رکھا ہے، بلکہ پاکستان ہر گلی محلّہ میں ہر اس مرد کو بھی پیٹا جاتا ہے جو خلافِ شرع کوئی کام انجام دیتا ہے۔ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے آج یورپ ہر اس امر کو اچھالتا ہے جس سے اسلام کے خلاف لوگوں میں نفرت پیدا ہو۔ اسلام پردے کا حکم دے تو اس کو ایشو بنا کر یوں پیش کیا جاتا ہے جیسے دنیا بھر کی مسلم خواتین کا پردے کی وجہ سے دم گھٹا جا رہا ہو اور وہ دنیا کی آزاد خواتین کو مدد کے لئے پکار رہی ہوں، حالانکہ ایک باعمل مسلم خاتون جو سکون اور تحفظ پردے میں محسوس کرتی ہے وہ بے پردہ دری اور بے پردگی میں کہاں؟

اسلام بچوں کی تربیت دینی مدارس میں کر رہا ہو تو اسے اس طرح مشہور کیا جاتا ہے، جیسے کوئی قید خانہ قیدیوں کی تربیت کر رہا ہو۔ صلیبیوں اور اسلام دشمن غیر مسلموں کا کوئی مؤقف کبھی پائیدار نہیں ہوتا بلکہ اس میں ضرورت کے مطابق رد و بدل کا عمل جاری رہتا ہے۔ پاکستان میں صلیبی مشنری کے ایماء پر ٹی وی سے ایسے پروگرام دکھائے جا رہے ہین جن سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اسلام عورتوں اور بچوں پر ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے

صلیبی اور صیہونی لابی مسلمان ملکوں کی ترقی سے سخت نالاں ہے۔ قدیم صلیبی جنگوں کا مقصد مسلمانوں کی ترقی کو روکنا تھا، جدید صلیبی جنگوں کا مقصد بھی مسلمانوں کی سائنسی، علمی اور معاشی ترقی کے راستے بند کر کے مسلم قوم کو یورپ کی محکوم قوم بنانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عراق کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کے بعد اب رخ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو ہتھیانے یا ضائع کرنے کی جانب ہے۔

اخبارات کے اداریے، کہنہ مشق صحافیوں کے تجزیے اور دانشوروں کے مقالات سے یہ تشویش عیاں ہے کہ امریکی صلیبی اسرائیلی صیہونیوں کے ساتھ مل کر پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور پاکستان کے تیار شدہ ایٹم بم کو ہر حال میں تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

قدیم صلیبی جنگوں میں صلیبیوں نے سلطان صلاح الدین ایوبی اور ان کے پیشرو مسلم قائدین کی مخالفت کے لئے مسلمانوں کے اندر سے ایسے ایجنٹ تلاش کئے جو بھاری معاوضہ اور ذاتی مفاد کی خاطر مسلم امہ کو نقصان پہنچانے اور اسلامی قوت کو کم کرنے کا مکروہ فریضہ انجام دیں۔ حالیہ

صلیبی جنگ میں بھی شمالی اتحاد کی صورت میں افغانستان کی امارت اسلامیہ سے خلاف بغاوت کرنے والوں کی پشت پناہی کر کے مسلمانوں کے اندر سے غدار تلاش کر لئے گئے ہیں۔

قدیم صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کو زبان اور قوم کے تعصّبات میں مبتلا کر کے مسلمانوں کو باہم لڑوا کر کمزور کرنے کی پالیسی اپنائی گئی اور حالیہ صلیبی حملوں سے پہلے بھی اسی عمل کو ہر مسلم ملک میں دہرایا گیا، جس کے نتیجے میں عراق میں کردوں کو اکسایا گیا، لبنان میں شیعوں کو ابھارا گیا، ایران میں مذہبی و سیکولر تفریق کی صورت میں دیواریں چنی گئیں، افغانستان میں فارسی اور پشتو زبان کا تعصب پیدا کیا گیا اور پاکستان جو اسلام کا مضبوط اور طاقت ور قلعہ بننے جا رہا تھا کے اندر پانچ قومیتوں کو الگ الگ ہوا دینے کے ساتھ ساتھ نئی قومیتوں کو لسانی عصبیت کے نام پر اشتعال دلا کر مرکز کے خلاف کھڑا کیا گیا۔ یہ سب کچھ ان تازہ صلیبی حملوں سے بہت پہلے کر لیا گیا تھا تاکہ جب عملی جنگ مسلط کی جائے تو پاکستان کے لوگ مرکزی حکومت کے خلاف مؤقف اختیار کریں اور کبھی بھی اس ملک میں ایک مضبوط جمہوری حکومت قائم ہو کر بیرونی حملوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مختلف لسانی اور مذہبی دھڑوں کے سربراہوں سے پاکستان میں امریکی سفارتخانہ ہمیشہ رابطے میں رہا ہے اور بعض اخباری اطلاعات کے مطابق بھاری رقوم اور اسلحہ تک ان دھڑوں میں تقسیم کیا گیا۔

قدیم صلیبی جنگوں میں اگر سلطان صلاح الدین ایوبی کی شخصیت میسر نہ آتی اور مسلمانوں کو اس کی بہادرانہ حکمت عملی دستیاب نہ ہوتی تو انجام نہایت بھیانک ہوتا، مگر اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں سے قربانیاں مانگتا ہے اور جب مسلم قوم متحد ہو کر جانوں کے نذرانے پیش کرنے اور باطل کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتی ہے اور خم ٹھونک کر میدان میں اتر پڑتی ہے تو اللہ کی مدد اور نصرت لے کر فرشتے بھی خادمِ اسلام ہو جایا کرتے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

آج پھر مسلم امہ کو کفر کے خلاف اپنی صفیں درست کرنے اور اپنی قوت کو منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم عراق پر ہونے والی امریکی بمباری پر خاموش رہیں گے تو افغانستان پر اور پھر پاکستان پر

بمباری کی جرأت تو صلیبیوں اور صیہونیوں میں خود بخود پیدا ہو گی اور اگر ہم اس طرح آنکھیں بند کر کے مسلمانوں کو مرتے اور ان کے ممالک کو تباہ ہوتے دیکھتے رہے تو ایک ایک کر کے تمام مسلم ممالک صلیبیوں کے ظلم اور صیہونیوں کی سازشوں کا نشانہ بنتے چلے جائیں گے اور پھر کوئی نوحہ لکھنے اور مرثیہ خوانی کرنے والا بھی باقی نہ ہو گا۔

نوجوانانِ ملت اسلامیہ کا فرض بنتا ہے کہ وہ صلیبیوں اور صیہونیوں کی سازشوں کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں افسوس کہ ہمارے تعلیمی نصاب سے صلیبی جنگوں کی اس تاریخ کو خارج کر دیا گیا ہے۔ نوجوانان ملت اسلامیہ کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی تاریخ سے آگاہی حاصل کریں۔ اور اپنے اپنے ملکوں میں عالمی دہشت گردوں کا داخلہ بند کر دیں۔ عالمی سطح پر اگر عالمی دہشت گرد شیطانِ بزرگ (امریکہ) کا مقابلہ کرنے کی بجائے اس سے صلح کرنے اور اس کے دباؤ میں رہنے کا فیصلہ کر لیا گیا تو یاد رکھئے پھر اسلام ایک گالی بن جائے گا اور مسلمان نفرت کا نشان۔

صلیبیوں کے نئے حملوں اور ان کی اعلان کردہ طویل المدتی جنگ اور اس کے انتظامات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عالم اسلام کے اس مشرقی حصے کو میدانِ جنگ بنا کر مغرب اپنے مذموم مقاصد پورے کرنے کی فکر میں ہے۔ دوسری جانب اسلام اور یورپ کے مابین با قاعدہ مسلح تصادم کی صورت پیدا ہوتی نظر آ رہی ہے جو ایک تیسری عالمی جنگ کی راہ ہموار کرے گی۔ کیا سیموئیل ہنٹنگٹن کی پیش گوئی کے درست ثابت ہونے کا وقت یہی تو نہیں؟ ''جب تیسری عالمی جنگ عیسائی اور اسلامی تہذیبوں کے مابین ہو گی اور اس کے مطابق کرسچین یہودی اور ہندومت کا مقابلہ اسلامی ممالک اور چین کے بلاک کے ساتھ ہو گا۔'' اگر صورتحال کا بغور جائزہ لیا جائے تو اسرائیل، امریکہ، بھارت گٹھ جوڑ اسی قسم کا نظر آئے گا جو مندرجہ بالا پیشگوئی میں مذکور ہے۔ افغانستان پر حملوں میں اسرائیلی فضائیہ کی شمولیت، ہندوستان کی طرف سے حملوں میں فوجی امداد کی پیش کش، پاکستانی ایٹمی تنصیبات پر بھارت کے حملوں کی باتیں اور امریکہ و برطانیہ کا پاکستانی ایٹم بم کو غیر محفوظ ہاتھوں میں ہونے کے بہانے اس پر قبضہ کرنے یا اسے اڑا دینے کے اشارات حالات کو اسی رخ پر ڈال رہے ہیں کہ ایک بار پھر معرکۂ ہلال وصلیب پوری قوت کے ساتھ ہو اور حق و باطل میں امتیاز ہو جائے۔

سرورِ کونین نبی آخر الزماں صادق و مخبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیش گوئیاں بھی اس امر کی موید ہیں کہ شاید یہی وہ وقت ہے جب کفر و اسلام کا ایک زور دار معرکہ ہو کر رہے گا۔ آخری دور کے انسانی رویوں کے حوالے سے آپ نے جو کچھ فرمایا آج سے پندرہ سولہ سو سال قبل اصحابِ رسول کو اس پر

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود و ترمذی)

حیرت ہو رہی تھی، سنن ترمذی میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک تمہارے حکمراں تم میں سے بہترین لوگ ہوں گے، تمہارے دولت مند سخی ہوں گے اور تمہارے اہم معاملے شوریٰ کے ذریعے طے ہوں گے تو روئے زمین تمہارے لئے بطنِ زمین (قبر) سے بہتر ہوگا اور جب معاشرے کے بدترین لوگ تمہارے حکمراں بن جائیں گے، تمہارے دولت مند بخیل ہو جائیں گے اور تمہارے اہم ترین معاملات کے فیصلے عورتوں کے ہاتھ میں آ جائیں گے تو زمین کا اندر تمہارے لئے باہر سے بہتر ہوگا۔

متذکرہ بالا امور کی روشنی میں توہین رسالت پرمبنی کارٹونوں کی اشاعت' امریکہ و برطانیہ اور ان کے اتحادیوں (صلیبیوں) کے عالم اسلام پر حملوں اور پوپ کے حالیہ نفرت انگیز اور شر انگیز بیان کو تیسری عالمی جنگ (جنگ صلیب و ہلال) کا ایک رخ قرار دینے میں بظاہر کوئی امر مانع نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مسلمانوں کو اس جنگ کی تباہ کاریوں سے بچا لے، اس کی نوبت ہی نہ آئے، یا پھر اس میں مکمل طور پر مسلمانوں کی آزمائش اور صلیبیوں کا خاتمہ ہو جائے اور بالآخر فتح اسلام کی ہو، یہ سب اللہ کے علم میں ہے مگر حالات تیزی سے اسی طرف جا رہے ہیں جس طرف انہیں بالآخر جانا ہے۔

ایسے میں ایک مسلم نوجوان کا کردار یہ نہیں کہ وہ خاموش تماشائی بن کر حالات کو دیکھتا رہے اور اپنی سمع و بصر و فؤاد کی قوتوں سے کوئی کام نہ لے، بلکہ اسے ان حالات میں اسلام کے وقار اور مسلم امہ کی بقا کی خاطر سوچنے اور عملاً تیاری و تدبیر کی ضرورت ہے۔ وقت تیزی سے گزر رہا ہے، حالات سرعت سے بدل رہے ہیں، مسلم نوجواں کو اب خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنی ملت اور اپنے مذہب کی تائید و نصرت کے لئے اور اللہ سے مدد و نصرت پانے کے لئے میدانِ عمل میں خود کو پیش کرنا ہوگا۔ اس کے لئے جس طرح کی بھی تیاری کی ضرورت ہو وہ فی الفور کر لی جائے اور جو نوجوان جس خدمت کے لئے جہاں اپنے آپ کو پیش کر سکتا ہو اس سے دریغ نہ کرے۔ مسلم حکومتوں کی اپنی مجبوریاں اور اپنے مسائل ہیں اگرچہ یہ وقت مصلحت کوشی کا نہیں تاہم مسلم حکمرانوں سے کچھ زیادہ توقعات وابستہ نہیں رکھی جاسکتیں۔ معرکہ صلیب و ہلال میں اصل کردار اب جمہور امت کا ہے۔ جمہور امت اگر بیدار ہو گئے تو خود مسلم حکمرانوں کو اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کرنا پڑے گی۔

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابوعبید) ☆☆☆